تاجرانہ اخلاق اور تاجروں کے لیے عوامی خدمت کے اصول: تجزیاتی و تحلیلی مطالعہ

Analytical study of business ethics and principels of public service for busnessmen

Qamar Aziz
Doctoral Candidate, Qurtaba University of Science and Information Technology D. I Khan:
qamaraziz.mi@gmail.com

Dr. Abdulwahab
Professor, Qurtaba University of Science and Information Technology D.I Khan:
abdulwahab2842@gmail.com

Abstract:

Islam provides a complete code of life so that the followers of Islam can get all their needs from the grace of Islam.The worst need of human beings for survival of life is business and trade and this is the basic need of human being.Without which there is no solution. At the same time, this technology is traveling faster than the speed of light.Because of which strange changes are seen in the affairs every day. Online trading has changed the world trade.Today, a person seems to handle unlimited business in minutes. But despite this, the economy of the country is in a state of disarray. The poor are getting poorer. Even he is craving for bread. What is the reason ?Isn't our moral depravity the main cause of this? While Prophet Muhammad (SAW) taught ethics to the traders. This is the reason why our morals are leading us to the path of sin instead of guidance .It is our tragedy that whenever we got a chance, we did not let negativity go out of hand .In the holy month of Ramadan, our prices start to touch the sky, we ignore our eternal rights and indulge in our whims .So again I have been given the command to call to prayer.There is a need to revive commercial ethics.This thesis explains the rules of islamic laws and regulations of commercial ethics.

تاجرانہ اخلاق اور تاجروں کے لیے عوامی خدمت کے اصول: تجزیاتی و تحلیلی مطالعہ

Keywords: *Tijarat, business ethics, Islamic Jurispurdence*

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات فراہم کرتا ہے؛ تاکہ اسلام کے ماننے والے اپنی ہر ضرورت کو اسلام کے دامن رحمت سے حاصل کر سکیں؛ زندگی کی بقاء کی خاطر انسان کی سب سے بڑی ضرورت کسب معاش اور تجارت ہے اور یہ انسانوں کی بنیادی ضرورت ہے جس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں، اس کے ساتھ ساتھ یہ ٹیکنالوجی کا جہان سرعت رفتار میں روشنی کی رفتار سے محو سفر ہے جس کی وجہ سے آئے روز معاملات کی دنیا میں عجیب تبدیلی دیکھنے کو مل رہی ہے؛ آن لائین ٹریڈنگ نے دنیا کی تجارت کا دھارا ہی بدل کر رکھ دیا؛ آج انسان منٹوں میں لامحدود کاروبار کو ہینڈل کرتا دکھائی دیتا ہے لیکن اس کے باوجود وطن عزیز کی معیشت آئے روز مائل نہ انحطاط ہے ،غریب غریب تر ہوتا جارہا ہے حتیٰ کہ نان شبینہ کو ترس رہا ہے، آخر وجہ کیا ہے؟ کیا ہمارا اخلاقی انحطاط تو اس کا اہم سبب نہیں؟ جبکہ سیدی رسالتماب ﷺ نے تاجروں کو اعلیٰ اخلاق کا درس دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اخلاق ہمیں ہدایت کی راہ پر لانے کی بجائے دوسری راہ پر گامزن کر رہے ہیں۔ ہمارے ہاں یہ المیہ ہے کہ ہمیں جب بھی موقع ملا؛ جلب منفعت کو ہاتھ سے نہ جانے دیا، رمضان مبارک کے ماہ مقدس میں ہماری قیمتیں آسمان کو چھونے لگتی ہیں؛ ہم حقوق العباد کو پس پشت ڈال کر اپنی من مانیاں کرتے ہیں لہذا پھر سے مجھے ہے حکم آذاں۔ از سر نو تجارتی اخلاق کو واضح کرنے کی ضرورت ہے۔ مقالہ ھذا تجارتی اخلاق اور شرعی اصول وضوابط کی وضاحت کی گئی ہے۔

تمہید

تجارت ایک مقدس منصب ہے؛ نبی کریم ﷺ نے بارہ سال کی عمر میں کسب معاش کی خاطر پہلا تجارتی سفر فرمایا جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ تجارت انبیاء کا طریقہ رہا ہے لیکن ہم نے ان شرعی اصولوں کو فراموش کر دیا ہے؛ قرآن وسنت میں تجارت کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ امام بیہقی نے حدیث نقل کی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: طَلَبُ كسبِ الحلالِ فريضةٌ بعدَ الفريضةِ"۔[1]

---

[1] البیہقی، ابوبکراحمدبن حسین، معرفة السنن والاثار ،دارالکتب العلمیة بیروت(ت،ن)،رقم: ۱۶۶۹۵

حلال کا رزق کمانا فرض کے بعد ایک اور فرض ہے۔ یعنی نماز روزہ اور دیگر ارکان اسلام کی ادائیگی کے بعد رزق کمانا بھی فرض کا درجہ رکھتا ہے؛ پھر کسب حلال کے اسباب وذرائع میں سے اہم ترین ذریعہ تجارت ہے؛ امام غزالی نے ایک روایت نقل کی کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

"عَليكم بالتجارةِ فَإنَّ فيها تسعةَ أعشارِ الرزقِ"۔[2]

تجارت کو لازم پکڑو کہ اس میں رزق کے دس حصوں میں سے نو حصے موجود ہیں۔

مسند احمد میں روایت ہے کہ ایک شخص نے سرکار عالی وقار ﷺ سے پوچھا کون سی کمائی سب سے بہتر ہے تو آپ نے جواب دیا:

"عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهِ، وكُلُّ بيعٍ مَبْرُوْرٍ"۔

آدمی جو اپنے ہاتھ سے کماتا ہے اور ہر بیع نیکی ہے۔ لہذا تجارت ایک نیکی کا کام ہے۔

تجارت کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ضرورت کی خاطر جائز فرمایا ہے اور اس میں منافع کے اتار چڑھاؤ کو جائز رکھا تاکہ معاشرے کا یہ پہیہ اچھی طرح گردش کر سکے۔ اور ایک معاشرے میں رہنے والے انسان اپنی زندگی کی ضروریات کو بطریق احسن حاصل کر سکیں۔ اس مختصر سے مقالہ میں موضوع کو تین اہم عناوین کی طرف پھیلایا گیا ہے، تاجروں کے لیے تجارتی اخلاق جو دو صورتیں؛ ایجابی اخلاق اور سلبی اخلاق اور تیسرا اہم عنوان عوامی خدمت کے اصول ہیں، یہ تین اہم مقاصد ہیں اس مقالہ کے، جو تجارتی سرگرمیوں کے لیے اہم رکن رکین ہیں۔ جن کی تفصیل ذیل میں بیان کی گئی ہے۔

---

[2] الغزالیؒ، محمد بن محمد، ابو حامد، احیاء العلوم الدین، (مترجم: مولانا ندیم الواجدی)، کراچی: دارالاشاعت، س،ن، ج2، ص62۔

- **تجارتی اخلاق بصورت ایجابیات**

تجارت ایک ایسا معاشرتی فریضہ ہے جس کی ادائیگی میں متعاقدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ تجارتی اخلاقیات سے واقف ہوں تاکہ معاشرے میں اچھے رجحانات پروان چڑھیں۔اس فصل میں ان اخلاقیات کو ذکر کیا گیا ہے جن کا تعلق ایجابی پہلوؤں سے ہے جن میں اچھے کام کرنے کی تلقین پائی گئی ہے۔ذیل میں چند اخلاقیات پیش کیے جاتے ہیں۔

- **تجارت میں قول کی پختگی اور قناعت کا پہلو اپنانا**

دنیا میں انسان ہمیشہ اچھے اخلاق سے ہی عزتیں اور کامیابیاں حاصل کرتا ہے اور یہی اخلاق حسن ہی ہوتے ہیں کہ جن کی وجہ سے انسان دنیا کے ہر میدان میں ترقی کی راہیں طے کرتا جاتا ہے ہم مسلمان ہیں اور مسلمان کی صفات اور پہچان میں سے سب سے بڑی اس کی صفت اچھے اخلاق ہیں اور یہی مسلمان کی پہچان ہے لیکن اج کے دور میں ہم نے اسلام کے اخلاقی ضابطوں کو اپنانا چھوڑ دیا ہے اور اج ہم عالمی سطح پر اتنی زیادہ کاروباری ترقی حاصل نہیں کر رہے جتنا کہ مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں کرنا چاہیے تھی کیونکہ ہمارے لین دین میں سچائی نہیں ہوتی وعدوں کو توڑا جاتا ہے جھوٹی قسمیں کھائی جاتی ہیں اچھا مال دکھا کر گھٹیا مال پیش کیا جاتا ہے بد اخلاق کی اور ہمارے رویوں کی شدت میں ہمیں دنیا سے پیچھے کر دیا ہے۔ جھوٹ بولنا ہماری عادت اور فطرت بن چکا ہے اپنے اپ کو اعلی سمجھتے ہیں دوسروں کو کمتر سمجھا جاتا ہے۔جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، يُحَدِّثُنَا، إِذْ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا، وَإِنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلاَقًا»"[3]

حضرت مسروق بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ بری بات نہیں کرتے تھے بلکہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

معاشرے میں انسان اخلاق حسنہ کی وجہ سے ہی اچھا پہچانا جاتا ہے اور اسلام نے لین دین کے معاملات میں بھی اخلاقیات کو قائم رکھنے کا حکم دیا ہے جو کہ ہر ایک مسلمان کے لیے لازم پہلو ہے۔

- **صدق وسچائی**

تمام کاروباری معاملات میں سب سے اہم ترین اخلاقی ضابطہ متعقدین کا سچ بولنا ہے کہ اپنے کاروباری معاملات میں ہمیشہ جھوٹ سے پرہیز کریں اور سچ کی برکتوں سے رزق میں فراوانی ہوتی ہے اور جھوٹ بولنے سے نفع کی بجائے انسان خسارے میں پڑ جاتا ہے۔ امام بخاری بیان کرتے ہیں:

" قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ البَيِّعَانِ بِالخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، أَوْ قَالَ حَتَّى يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا"[4]

بیع کرنے والے جب تک جدا نہ ہو جائیں اور وہ اپنے قول میں سچ بولیں اور مبیع کی حقیقت کو بیان کریں تو تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور اگر وہ (عیب کو) چھپائیں اور غلط بیانی کریں تو ان کی خریداری

[3] البخاری، بخاری، محمد بن اسماعیل، لاہور: المیزان ناشران وتاجران کتب، 2004ء رقم:6035۔
[4] ایضا، رقم:2079۔

میں سے برکت ہٹالی جاتی ہے۔ اور سچ بولنے والے تاجر کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے یہ خوشخبری بیان فرمائی ہے:

" التاجر الصدوق الأمين مع النبيين والصديقين والشهداء"[5]

سچا امانت دار تاجر (قیامت کے دن) انبیاء کرام، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے:

" إن التجار يحشرون يوم القيامة فجارا إلا من اتقى وصدق وبر"[6]

قیامت کے دن تاجروں کو نافرمانوں کی صف میں اٹھایا جائے گا مگر جس تاجر نے تقویٰ اختیار کیا، سچ بولا اور نیکی کی۔

تجارت میں جھوٹ بولنا ایک نازی بہ حرکت ہے جو اللہ رب العزت کی ناراضگی کا سبب بنتا ہے اور انسان کو یہ جھوٹ دنیا و اخرت میں رسوا کر دیتا ہے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اقا کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ رب العزت قیامت کے دن ان سے بات نہیں کرے گا اور ان کی طرف نظر رحمت بھی نہیں فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک فرمائے گا تو حضرت ابوذر نے عرض کی اے اللہ کے رسول وہ کون بد نصیب ہیں کہ جن کے بارے اپ نے یہ حکم ارشاد فرمایا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا!

" المسبل والمنان والمنفق سلعته بالحلف الكاذب"[7]

ٹخنوں کے نیچے کپڑا لٹکانے والا، احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم کے ساتھ اپنا سامان بیچنے والا۔

---

[5] البيهقي، احمدبن حسين بن على، شعب الايمان، رياض: مكتبة الرشد، 2003ء ، ج: 6، ص420۔

[6] الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسی ،سنن الترمذي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ج: 3، ص515

[7] الطحاوی، أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامه، شرح مشكل الآثار، بيروت: مؤسسة الرسالة، 1415 ھ، ج: 5، ص331

اب موجودہ دور میں تو ہمارے حالات یہ بن گئے ہیں کہ جو شخص یا جو تاجر جھوٹ بول کر اپنا سامان فروخت کر لیتا ہے اس سے ایک ماہر اور اچھا تاجر جانا جاتا ہے تمام مارکیٹ کا بھی یہی حال بنتا جارہا ہے جھوٹ کی بنیاد پر گاہک کو مطمئن کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے رزق کی برکت ختم ہوتی جارہی ہے اور ہماری معیشت کمزور پڑتی جارہی ہے یہ تو چھوٹے تاجروں کا معاملہ ہے جبکہ ہمارے ملک کے سربراہوں نے بھی سودی لین دین کو ہی معیشت کی ترقی سمجھا ہوا ہے جبکہ اللہ تعالی نے تو سود خوروں کے خلاف واضح طور پر اعلان جنگ فرمایا ہے جب یہ سارے کا سارا سسٹم ہی جھوٹ پر اور سود پر قائم ہے تو اللہ رب العزت کی ناراضگی ہمارے اوپر بڑھتی جارہی ہے جب تک کہ ہم اپنی زبانوں کے اندر سچائی کو نہیں اپنا لیتے اپنے معاملات میں سچ کا دامن نہیں پکڑ لیتے تب تک ہم اور ہماری تجارت کامیاب نہیں ہوسکتے۔

- **نرمی کا پہلو اختیار کرنا**

اسلامی اخلاقیات کے اصولوں میں سے ایک اہم اصول انسان کا نرم دل ہونا ہے اور اللہ رب العزت بھی نرم دل رکھنے والوں کو پسند فرماتا ہے اور جس کے پاس نرمی کا پہلو اختیار کرنے کی ہمت اور طاقت ہوتی ہے تو اس شخص کو اللہ رب العزت کی طرف سے غیبی امداد حاصل ہو جاتی ہے اللہ رب العزت نے قران مجید کے اندر بھی نرمی کے پہلو کو اس انداز کے اندر متعارف فرمایا ہے کہ جب موسیٰ وھارون علیھما السلام کو سرکش فرعون کی طرف دعوت الی اللہ کے لیے بھیجا تو فرمایا:

" فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى"[8]

(اے موسیٰ وہارون) تم دونوں اس کے ساتھ نرمی سے بات کرنا شاید کہ وہ نصیحت حاصل کرلے یا اللہ سے ڈر جائے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

[8] طٰہٰ:44۔

"إن الله تبارك وتعالى رفيق يحب الرفق ويرضى به ويعين عليه ما لا يعين على العنف "[9]

یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ نرمی کرنے والا ہے، نرمی کو پسند کرتا ہے اور اسی پر راضی ہوتا ہے اور نرمی کی وجہ سے ہی مدد کرتا ہے اور سختی پر مدد نہیں کرتا۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے:

"إن الله يحب الرفق في الأمر كله"[10]

اللہ کریم ہر معاملے میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔

سیرت طیبہ میں تمام معاملات کے اندر نرمی کا پہلو اختیار کرنے کا حکم ارشاد فرمایا گیا ہے اور تجارتی معاملات کے اندر نرمی کے متعلق حدیث پاک میں ہے:

" رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا اقْتَضَى "[11]

اللہ تعالیٰ رحم فرماتا ہے اس شخص پر جو کوئی چیز بیچتے وقت نرمی کرتا ہے، اور جب کوئی چیز خریدتا ہے تو نرمی کرتا ہے اور جب اپنے حق کا تقاضا کرتا ہے تو بھی نرمی کرتا ہے۔

- **تقویٰ وصلہ رحمی کرنا**

اگر نظام معیشت کو اسلامی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اس میں تقوی کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے ظاہری طور پر تو بندہ یہ سوچ سکتا ہے کہ معیشت کے ساتھ تقوی کا کیا تعلق ہے لیکن حقیقت کے اندر دنیا کے تمام

---

[9] مالك بن أنس، موطأامام مالك، مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان، 1425ھ، ج: 5 ، ص1426 ۔

[10] ابن حبان، محمد بن حبان بن أحمد التميمي، صحيح ابن حبان، بيروت:مؤسسة الرسالة، بيروت، 1414ھ، ج 14، ص352۔

[11] صحيح البخاري، رقم:2076۔

معاملات کے اندر تقوی ہر لحاظ سے انسان کو دنیا اور اخرت کی کامیابی کی طرف لے جاتا ہے کیونکہ یہ دنیا کے معاملات کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

" وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى وَاتَّقُونِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ"[12]

اور تم جو عمل صالح بھی کروگے اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے اور زادراہ لے کر چلو اور بہترین زادراہ تقویٰ ہے اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو۔

اس حکم خداوندی میں تقوی کو بہترین زاد راہ قرار دیا گیا ہے اور جب تک تجارتی معاملات کے اندر تقوی حاصل نہیں ہوگا تب تک تو اس شخص کو پہچان کرنا مشکل بن جائے گی کہ یہ منافع یا اس طرح کا معاملہ کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے ۔ گیت میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔

" وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ "۔[13]

اور جس نے تقویٰ اختیار کیا اللہ تعالیٰ اس کے لیے راستہ نکال دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے اسے گمان ہی نہیں ہوتا۔

ایسے ہی رزق کی فراوانی کے لیے صلہ رحمی بھی انتہائی اہمیت کی حامل ہے ؛رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" من سره أن يبسط له في رزقه وأن ينسأ له في أثره فليصل رحمه "[14]

جسے پسند ہو کہ اس کا رزق وسیع ہو اور عمر میں برکت ہو تو وہ صلہ رحمی کرے۔

---

[12] البقرة:197۔

[13] الطلاق:3،2۔

[14] البخاری،رقم:5985۔

بندہ مومن کے تمام اخلاق کی معاملات دنیا کے نظام معیشت کے اندر شامل حال رہتے ہیں جہاں پر تقوی اور صلہ رحمی کا ہونا ضروری ہے وہاں پر اللہ رب العزت کی ذات سے گناہوں کی معافی کو بھی طلب کرنا ضروری ہے اور جب بندہ اللہ رب العزت سے گناہوں کی بخشش طلب کرتا ہے تو اللہ رب العزت اس کے معاشی نظام کو بہتر فرما دیتا ہے؛ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

"فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا "[15]

" اور میں نے کہا اپنے رب سے گناہوں کی معافی مانگو، یقیناً وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم خوب بارش برسائے گا اور تمہیں مال و اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں باغ عطا فرمائے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کرلے گا"۔

اس فرمان عالیشان میں اللہ تعالیٰ نے استغفار کو بارشوں کا سبب ،مال و دولت کی فراوانی ،اولاد نرینہ کا سبب اور باغات میں لہلاتے ہوئے پھلوں کی ضمانت قرار دیتے ہوئے خوشخبری سنائی ہے۔

- **تجارت میں صدقہ کرنا**

اسلامی نظام زندگی میں معیشت ہر ایک کے لیئے لازم پہلو ہے اور صدقہ اسلام کی نظر میں مال کے اضافے کا سبب ہے اور مسلمان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ صدقہ کرنے سے مال بڑھتا ہے کم نہیں ہوتا جیسا کہ ۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللَّهُ يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ"[16]

---

[15] نوح:12-10۔

[16] البقرۃ:268،267۔

اے ایمان والو خرچ کرو اس پاکیزہ رزق میں سے جو تم کماتے ہو اور اس مال میں سے بھی جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا ہے اور گھٹیا مال دینے کا قصد نہ کرو جسے تم خرچ کرنا چاہو اور تم خود اسے نہ لو مگر آنکھیں بند کر کے اور جان لو اللہ تعالیٰ غنی ہے تمام ستائش کا مالک ہے۔ شیطان تمہیں غربت وافلاس کا ڈر دلائے گا اور تمہیں برائی کا حکم دے گا جبکہ اللہ تعالیٰ تم سے مغفرت کا وعدہ کرتا ہے اور مال کے بڑھنے کا اور اللہ تعالیٰ وسعت والا اور علم رکھنے والا ہے۔

پیغمبر ﷺ نے تاجروں سے ارشاد فرمایا:

"يا معشر التجار إن البيع يحضره اللغو والحلف فشوبوه بالصدقة"[17]

اے تاجروں کے گروہ بیع وشراء میں بیہودہ باتیں، جھوٹی قسمیں سرزد ہو جاتی ہیں لہذا اس بیہودگی کو صدقہ کے ساتھ دور کرو۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے:

"باكروا بالصدقة فإن البلاء لا يتخطى الصدقة"[18]

"صدقہ کرنے میں جلدی کرو کیونکہ مصیبت صدقہ کو نہیں پھلانگ سکتی"۔

صدقہ مصیبتوں اور بیماریوں کو ٹال دیتا ہے اسلام کے ساتھ ساتھ تمام الہامی کتابوں میں بھی اس بات کا ذکر موجود ہے کہ صدقہ سے مال بڑھتا ہے مصیبتیں ٹل جاتی ہیں ختم ہو جاتی ہیں بوجہ کہ اس سے مل کی گردش ہوتی ہے غرباء ومساکین کی مدد ہوتی ہے دعائیں ملتی ہیں اور دعاءوں کی بدولت رزق میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔

---

[17] ابوداود، رقم:3326۔

[18] بیہقی، شعب الایمان ، رقم:3082۔

- **اللہ تعالیٰ سے برکت مانگنا**

اسلامی نظام معیشت کے اصول و ضوابط میں سے ایک ضابطہ یہ بھی ہے کہ ہر حال میں بندے کا تعلق اپنے رب سے مضبوط ہونا چاہیے اور اپنے رزق اور مال کے بارے میں اللہ رب العزت سے ہی حفاظت اور پناہ کا سوال کرتا رہے اور رب سے ہی خیر و برکت کی دعائیں کرتا رہے کیونکہ وہی ساری مخلوق کا رزاق ہے کسی بھی کاروبار کے اندر اور تجارتی معاملات میں داخل ہو تو اللہ کے نام سے شروع کرے اور رب سے برکت کی دعا مانگے۔ سیرت طیبہ سے ہمیشہ رزق کی فراوانی اور برکت کی دعا کے بارے فرمایا گیا ہے جیسا کہ۔

نبی کریم ﷺ نے یہ دعا تعلیم فرمائی:

"بارك لي في كسبي وقنعني بما رزقتني "[19]

اے اللہ میری کمائی میں برکت ڈال اور جو رزق تو نے عطا کیا ہے اس پر مجھے قناعت کی توفیق دے۔

اپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی اللہ رب العزت سے اور اس کی برکت اور فراوانی مانگا کرتے ایک اور دعا کا جملہ یہ بھی احادیث میں ہے:

"وبارك لي في رزقي "[20]

"اے اللہ میرے رزق میں برکت ڈال دے"

اسی طرح ایک اور حدیث پاک میں بھی رزق کی برکت کے یہ الفاظ بھی ذکر کیے گئے ہیں۔

---

[19] الديلمی،أبو شجاع شيرويه بن شهردار، الفردوس بمأثور الخطاب ،بيروت:دار الكتب العلمية، 1406 ھ، ج: 1، ص476 :

[20] احمد بن حنبل ، متوفی 241ھ،مسند امام احمد،مکتب اسلامی ،بیروت،1398ھ ،رقم:19574۔

"ولا تحرمني بركة ما أعطيتني"[21]

"اے اللہ! آپ نے جو نعمتیں مجھے دی ہیں ان کی برکت سے مجھے محروم نہ فرما"

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے فرمانات اور تعلیمات میں اللہ رب العزت کی طرف سے برکت کے اسباب بھی موجود ہیں کہ جب کوئی تاجر سچ بولتا ہے اور سچ بول کر اپنے مال کو بھیجتا ہے اور مال کے عیوب بھی مشتری پر واضح اور ظاہر کر دیتا ہے تو اللہ تعالی اس کے کاروبار اور اس کی تجارت میں برکت عطا فرما دیتا ہے اور اگر کوئی تاجر جھوٹ بول کر خرید و فروخت کرتا ہے اپنے مال پر عیب کو ظاہر نہیں کرتا تو اللہ تعالی اس کے مال سے برکت کو اٹھالیتا ہے چہ جائے کہ ظاہری طور پر اسے نفع حاصل ہو رہا ہوتا ہے لیکن حقیقت میں اس کے مال سے برکت کو واپس لے لیا جاتا ہے۔

- **تجارتی اخلاق بصورت سلبیات**

اس فصل میں سلبیات کو بیان کیا گیا ہے یعنی وہ محامد و محاسن جن کے نہ کرنے میں معاشرتی واخروی فوائد مضمر ہیں۔ ذیل میں چند اخلاقیات ذکر کیے گئے ہیں جن کی رعایت متعاقدین تجارت پر لازم ہے۔

- **ناپ تول میں کمی نہ کرنا**

اسلامی نظام معیشت کہ ضوابط میں سے ناپ تول کو پورا پورا تولنا اور متقدین کا ایک دوسرے کے ساتھ کمی بیشی نہ کرنا بھی ایک اہم ضابطہ ہے اور شریعت اسلامی نے بھی ناپ تول میں کمی سے منع فرمایا ہے اور پورا پورا تولنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے جیسا کہ اللہ رب العزت کے لاریب کتاب نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے اور فرمایا کہ:

[21] الطبرانی، ابوالقاسم سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط ،الریاض : مکتبة المعارف، 1405ھ، رقم:7110۔

" وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا"۔[22]

جب کیل کرنے لگو تو پورا پورا تولو اور درست ترازو کے ساتھ پیائش کرو کہ یہی بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔

اس ایت پاک میں پورا پورا تولنے کا حکم ارشاد فرمایا گیا ہے اور دنیا و اخرت کی بھلائی اسی بات کے اندر ہے اور حکم اور تعلیم بھی یہی دی جارہی ہے کہ ناپ تول کے اندر کمی نہ کی جائے لیکن اس کے باوجود بھی جو لوگ ناپ تول کے اندر کمی کرتے ہیں وہ اپنی دنیا کے ساتھ اپنی اخرت کو بھی برباد کرتے ہیں اللہ رب العزت نے پھر دوسرے مقام پر یہ ارشاد فرمادیا:

" وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ"۔[23]

اور تم وزن اور کیل میں کمی نہ کرو۔

قران مجید میں صراحتا اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام بار بار اپنی قوم کو یہ نصیحت فرماتے اور تاکید کرتے کہ ترازو میں کمی بیشی نہ کریں اگر ترازو میں کمی بیشی کریں گے تو اللہ تعالی کے عذاب سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا لیکن اس کے باوجود بھی ان کی قوم اس عادت سے باز نہ ائی اور اللہ تعالی نے حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام کی اپنی قوم کو یہ نصیحت کرنا حکایۃ بیان فرمایا:

---

[22] الاسراء:35۔

[23] ھود:84۔

"وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ"[24]

اور اے میری قوم انصاف کے ساتھ کیل اور وزن کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین میں فساد نہ مچاؤ۔

یہی تو اسلامی نظام معیشت کے اصول وضوابط بنتے ہیں اور انہی پر اسلام کا نظام معیشت مستحکم اور مضبوط ہے حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی قوم کو نصیحت تو کی لیکن اس قوم نے اپنے نبی کی بات کو نہ مانا اور یہ کہتے کہ اے شعیب کیا تجھے تیری نماز اسی بات کا حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے مالوں میں اپنی مرضی بھی نہ کر سکیں جبکہ جمال ہم نے اپنی محنت اور مشقت سے کمایا ہے اس میں ہم اپنی مرضی کا اختیار رکھتے ہیں تو حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں تاکید یہ سمجھایا کہ میں تمہیں نصیحت تو کر سکتا ہوں لیکن تمہیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکوں گا البتہ میرے ذمہ لازم ہے کہ میں تمہیں اپنے رب کا پیام پہنچادوں سو میں نے تم کو رب کا پیغام پہنچادیا۔

قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے:

" وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ"[25]

کم تولنے والوں کے لیے ہلاکت ہے جو لوگوں سے کچھ لیتے وقت پورا تولتے ہیں اور جب انہیں کوئی چیز تول کر دیں یا وزن کر کے دیں تو کمی کریں۔

قران وحدیث میں تو بار بار کم تولنے والوں کے لیے ہلاکت اور بربادی کے بارے صراحتاً ذکر کر دیا گیا ہے اور دوزخ کے عذاب سے بھی ڈرایا گیا ہے

---

[24] ھود:85۔

[25] المطففین:3-1۔

نبی اکرم ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا:

" عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَتَدْرُونَ مَنِ الْمُفْلِسُ؟ " قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ لَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْمُفْلِسُ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاتِهِ وَصِيَامِهِ وَزَكَاتِهِ، وَقَدْ شَتَمَ هَذَا، وَأَكَلَ مَالَ هَذَا، وَسَفَكَ دَمَ هَذَا، وَضَرَبَ هَذَا، فَيَقْعُدُ فَيُعْطَى هَذَا من حسانته، وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُعْطِيَ مَا عَلَيْهِ، أَخَذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فطرحت عليه، ثم طرح في النار"۔[26]

حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ تو صحابہ کرام نے جواب دیا ائے اللہ کے رسول ہمارے نزدیک مفلس وہ ہے جو جس کے پاس کوئی ساز وسامان نہ ہو تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن اپنی نمازیں، روزے اور زکوۃ لے کر آئے گا لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہو گی، کسی کا مال کھایا ہو گا، کسی کو مارا ہو گا، کسی کا خون بہایا ہو گا تو وہ بیٹھ جائے گا اور اس سے ایک ایک نیکی لی جائے گی اور اگر اس کی حسنات ختم ہو جائیں گی قبل اس کے کہ حقداروں کو حق دے دیا جا سکے تو ان کے گناہوں میں سے لیئے جائیں گے اور اس کے نامہ اعمال میں ڈالے جائیں گے پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

- **ناجائز ذرائع آمدنی سے اجتناب کرنا**

اسلامی نظام معیشت انصاف پر قائم ہے اور اس کی بنیاد بھی عدل و انصاف ہے اسلام میں ناجائز طریقے سے مال کمانا اور ناجائز طریقے سے مال کو اکٹھا کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے اسلام ہمیشہ جائز طریقے سے مال کمانے کا درس دیتا ہے اور سود جوا رشوت وغیرہ سے مال کمانے سے منع فرماتا ہے بلکہ رب کا قران یہ حکم دیتا ہے :

---

[26] ابن حبان، ابوحاطم ،البستی، صحیح ابن حبان ،مدینہ منورہ:المکتبہ السلفیہ، ۱۹۸۰ء،رقم:4411۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ "[27]

"اے ایمان والو! ایک دوسرے کے مال کو ناحق طریقے سے مت کھاو، الا یہ کہ تمہاری باہمی رضامندی سے کوئی تجارت ہو"۔

اللہ رب العزت کا یہ فرمان سرمایہ داری کا ایک اہم اصول ہے کہ اس میں تمام جو ناجائز طریقے ہیں ان کے ذریعے سے مال کمانے سے منع کیا گیا ہے کوئی شخص کسی کے ساتھ ظلم اور زیادتی اور ناانصافی نہ کرے جوئے کے ذریعے حرام مال کی طرف رغبت نہ کرے سود نہ کھائے کسی کو دھوکہ بھی نہ دے اور ناجائز طریقے سے کسی کے مال پر قبضہ بھی نہ کرے۔

- **ذخیرہ اندوزی سے بچنا**

اسلام سختی کے ساتھ ذخیر اندوزی سے منع فرماتا ہے اور فقہ اسلامی نے مصنوعی قلت اور افراد زار پیدا کرنے سے منع کیا ہے کیونکہ رزق کی فراہمی اللہ رب العزت کے ذمہ کرم پر ہے اور اپنی تمام مخلوقات کا رزق اس نے اپنے ذمہ کرم کے اوپر لے رکھا ہے چاہے کوئی زمین پر ہے یا زمین کے نیچے بھی سمندروں کی تہہ کے اندر بھی ہے اس تحریک پہنچانا اس نے اپنے ذمہ کرم پر لے رکھا ہے اور وہی رزاق کہلانے کے لائق ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا"۔[28]

زمین میں کوئی ایسا چلنے والا نہیں مگر یہ کہ اس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر ہے۔

---

[27] النساء:29۔

[28] ھود:6۔

رب کریم کی ذات یہ پسند نہیں فرماتے کہ کوئی اس کے نظام میں خلل پیدا کرے اور اس کے بندوں سے رزق کی فراہمی کو روک لے۔

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لا يحتكر إلا خاطئ"[29]

ذخیرہ اندوزی کرنے والا گناہ گار ہے۔

ذخیرہ اندوزی ایک جرم اور گناہ ہے ذخیرہ اندوزی کرنے والے کو قران و سنت نے گنہگار اور مجرم قرار دیا ہے اسی طرح سرور عالمیان ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

" بئس العبد المحتكر ان أرخص الله الاسعار حزن وان أغلاها الله فرح "[30]

برا شخص ہے وہ جو ذخیرہ اندوزی کرتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ قیمتوں کو کم کرے تو وہ پریشان ہو جاتا ہے اور اگر بڑھائے تو وہ خوش ہو جاتا ہے۔

اج کے اس دور میں ظالم سرمایہ داروں نے ایک ایسا نظام بنا رکھا ہے جس کی وجہ سے مظلوم چیخ و پکار تو کرتا ہے لیکن پھر اس نظام کی محتاطی کے اندر دب جاتا ہے کوئی مصنوعی قلت جان بوجھ کر پیدا کر رہا ہے تو کوئی کسی دوسرے طریقے سے مظلوم انسانیت کو پریشانی کے اندر مبتلا کر کے خوش ہو رہا ہے ایک رب کی ذات ہی ہے جس نے ہمیشہ اپنے بندوں کی خیر خواہی اور اسانی چاہیے اور وہ رب اپنے بندوں کے لیے ہمیشہ خیر خواہ ہے لیکن ہم خود اپنے ہاتھوں سے ہلاکت کے گڑھے کے اندر گرتے جا رہے ہیں ایسا گڑھا کہ جس کو ہم نے خود اپنے ہاتھوں سے کھودا ہے۔

---

[29] مسلم ،رقم:1605۔

[30] المعجم الاوسط للطبرانی، رقم:186۔

- **گناہوں سے بچنا**

اسلامی نظام معیشت کے ضوابط میں سے مالیات کے بارے یہ حکم ہے کہ اللہ رب العزت کی فرمانبرداری کی جائے کیونکہ اللہ تعالی کی نافرمانی سے رزق کی تنگی ہو جاتی ہے اور انسان گناہ گار بھی ہو جاتا ہے۔جو کوئی رب کی نافرمانی کرتا ہے تو اس پر اس کی زندگی کے دائرہ کو بھی تنگ کر دیا جاتا ہے جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" إِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ "[31]

بلاشبہ آدمی جو گناہ کرتا ہے اس کی وجہ سے وہ رزق سے محروم ہو جاتا ہے،ایسے ہی جھوٹی قسمیں کھا کر اپنے رزق کو بیچنا یہ بھی گناہ کا سبب بھی ہے اور برکت کی کمی کا سبب بھی بن جاتا ہے حدیث پاک میں ہے:

"إياكم وكثرة الحلف في البيع فإنه ينفق ثم يمحق "[32]

"خرید و فروخت میں زیادہ قسمیں کھانے سے اجتناب کرو کہ اس سے مال بک تو جاتا ہے لیکن پھر برباد ہو جاتا ہے۔

اسلام کے اصول تضابط اور نظام معیشت کے اخلاق بھی یہی ہیں کہ جن کی پاسداری ہر مسلمان تاجر کے اوپر لازم ہے اور یہی تاجری ہیں کہ جن کی وجہ سے ایک دنیا کا نظام معیشت چل رہا ہے اگر یہ لوگ اخلاقیات کی بنا پر اپنے مال کی خرید و فروخت کرتے ہیں تو اللہ رب العزت ان تاجروں کے تھوڑے رزق میں بھی برکت عطا فرما دیتا ہے اور وہ تاجر کہ جن کی حرص کبھی ختم ہونے کا نام بھی نہیں لیتی اور لالچ کی خاطر اللہ کے بندوں کو تکالیف دیتے ہیں تو ان کے رزق سے برکت بھی اٹھالی جاتی ہے اور ان کے دل کا سکون بھی چھین لیا جاتا ہے ظاہر ا ان کو دلی اطمینان تو حاصل ہو جاتا ہے لیکن حقیقت کے اندر اللہ رب العزت کی ناراضگی کو حاصل کر رہے ہوتے ہیں یہ بات دیکھنے میں

---

[31] صحيح ابن حبان،رقم:872۔

[32] النسائي، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي، الخراساني ،السنن الكبرى،بيروت: مؤسسة الرسالة ، 1421 ھ،رقم:4460۔

دوائی ہے کہ اج کے دور میں جو تاجر زیادہ مالدار ہے وہ سکون میں زندگی بسر نہیں کر رہے جس کی وجہ حرام خوری ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ اسلام نے نظام تجارت کو ایک بے مثال رہنمائی عطا فرمائی ہے۔

- **عوامی خدمت کے اصول**

خصوصی اخلاق میں وہ محاسن ذکر کیے گئے ہیں جن کا براہ راست تجارت سے تعلق ہے۔ کیونکہ صدق وامانت، صدقہ اور معاصی سے اجتناب وغیرہ عمومی اخلاق ہیں جن کی رعایت انسان کو زندگی کے ہر میدان میں لازم ہے۔ تاہم یہ چند امور خصوصی تجارت سے متعلقہ ہیں۔

- **تجارت سے متعلقہ احکام دین کو سمجھ بوجھ رکھنا**

اسلام نے تجارت کے متعلق بہت سے ضابطے مقرر فرمائے ہیں جن میں سے عدل وانصاف کو اپنانا سب سے اہم ترین رابطہ ہے اور اسلام اس معاملے میں کسی غیر مسلم کو بھی ملاوٹ کرنے اور مال کے اندر غبن فاحش کا بھی روادار نہیں ہے کہ کسی غیر مسلم سے مال کے اندر ملاوٹ کرا کے پھر خود اس کو اگے بیچا جائے یہ کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے اس لیے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ حکم جاری فرمایا:

" لاَ يَتَّجِرُ فِي سُوقِنَا إِلاَّ مَنْ فَقِهَ، وَإِلاَّ أَكَل الرِّبَا "[33]

ہمارے بازار میں وہی تجارت کر سکتا ہے جو دینی احکام کی سمجھ بوجھ رکھتا ہو ورنہ وہ سود ہی میں مبتلا ہو گا۔

شمس الائمہ سرخسیؒ بیان کرتے ہیں:

"فإن أراد التجارة يفترض عليه تعلم ما يحترز به عن الربا والعقود الفاسدة"[34]

اگر کوئی شخص تجارت کرنا چاہتا ہے تو اس پر اس قدر علم سیکھنا فرض ہے جس کی بناء پر وہ سود سے بچ سکے اور عقود فاسدہ سے احتراز کر سکے۔

---

[33] لجنة علماء، الموسوعة الفقهية الكويتيه، الكويت: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية ،1427ھ، ج22، ص53۔

[34] شمس الدين أبو بكر محمد بن أبي سهل السرخسي، المبسوط ، دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى، 1421ھ ج: 30، ص466 :

الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ میں لجنۃ العلماء نے یہ بیان کیا ہے:

" ہر کمانے والے مسلمان پر لازم ہے کہ وہ کسب کے متعلق اسلامی تعلیمات کا علم حاصل کرے، تاکہ خرید و فروخت، سود، بیع سلم، شرکت اور قرض وغیرہ معاملات کے احکام سیکھ لے"۔[35]

- **منافع کے حصول میں قناعت کرنا**

اسلام جو کہ ایک دین ہدایت ہے اور یہ اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ صبر و تحمل اور قرات کرنے کا حکم دیتا ہے اسلام نے ہی یہ درس دیا کہ تھوڑی چیز کو رب کی طرف سے زیادہ سمجھ کر قناعت کو اپنانا چاہیے لیکن اج اس معاشرے کے اندر قناعت کو چھوڑ دیا گیا ہے اور نفع کی کوئی حد بھی مقرر نہیں سمجھی جارہی جتنا جس کا دل چاہتا ہے وہ مال کو دوسروں سے حاصل کرلیتا ہے حالانکہ انسان کی دنیا کے اندر انے کا مقصد مال کمانا نہیں بلکہ اپنے رب کی عبادت کرنا اور رب کی رضا حاصل کرنا ہے یہ دنیا تو عارضی ہے اخر ختم ہو جائے گی لیکن مال کی محبت انسان کو دنیا اور اخرت کے اندر رسوا کر دے گی تاجروں کو چاہیے کہ وہ رزق کے حلال کو عبادت سمجھ کر معاملات کے اندر لین دین کریں اور قناعت کو اپنائیں۔ اپنے معاملات کے اندر اس فرمان نبوی کو بھی اپنی انکھوں کے سامنے رکھیں۔

" حب الدنيا رأس كل خطيئة"[36]

دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"فَأَمَّا مَنْ طَغَى وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَى "[37]

جو سرکش ہو گیا اور اس نے دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو زہد کا حکم دیتا ہے اور حضرت عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ زہد کا معنی ہے:

---

[35] الموسوعة الفقهيه، ج: 22، ص53۔

[36] ابن الاثير، المبارك بن محمد الجزري ، جامع الأصول في أحاديث الرسول، بيروت: مكتبة دار البيان، س ن، ج: 4، ص506 ۔

[37] النزعت :39-37۔

"الزهد أن لا يسكن قلبك إلى موجود في الدنيا ، ولا يرغب في مفقود منها "[38]

دنیا کی کسی چیز پر آپ کا دل سکون نہ پائے اور دستیاب نہ ہونے والی چیز کی طرف لالچ اور رغبت نہ رکھے۔

اسلام میں تجارت کا بنیادی تصور یہ ہے کہ انسان اپنی حرص و لالچ کو ختم کر کے اپنے اپ کو اللہ رب العزت کے احکامات کا پابند بنالے جیسا کہ جب حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو احکام الٰہی سنائے تو وہ بول اٹھے:

" قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ "[39]

ائے شعیب (علیہ السلام) کیا تیری نماز تجھے یہی حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے آباء واجداد کے معبودوں کی عبادت چھوڑ دیں اور اپنے مالوں میں اپنی منشاء کو ترک کر دیں پھر تو تو بڑا سمجھدار اور بردبار ہے۔

یہ تو ایک فطری عمل ہے کہ انسان اپنے معاملات میں کسی دوسرے کی مداخلت کو برداشت نہیں کر سکتا اسی وجہ سے تو حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام کی قوم نے اپ پر تنقید کرتے ہوئے یہ کہا کہ شعیب تو ہمیں ایسی باتوں کا حکم دیتا ہے کہ صرف تو ہی باعظمت ہے اور ہم پاگل ہیں۔

دین اسلام نے اپنے پیروکاروں کو جائز منافع کی اجازت دی ہے اور تجارت کی برکت و عظمت بھی اسی بنیاد پر ہے کہ جیسا کہ فرمان نبوی ہے۔

"طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة "[40]

رزق حلال کمانا فرائض (نماز، روزہ، حج اور زکوۃ) کے بعد ایک اور فریضہ ہے۔

---

[38] البيهقي، الزهد الكبير، بيروت: موسسة الكتب الثقافية، 1996ء، ج:1، ص3 ۔

[39] هود:87۔

[40] البيهقي، شعب الإيمان، ج: 6، ص420۔

بار بار اسلام ہمیں اسی بات کی طرف متوجہ کرتا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت سے بھی یہی درس ملتا ہے کہ رزق حلال بھی اہم عبادات میں سے ایک عبادت ہے۔

- **تجزیہ**

تجارت لفظاتو بیع و شراء کا نام ہے، عرب معاشرے میں شراب فروش پر بھی اس کا اطلاق رہا ہے لیکن حقیقت میں یہ کسب مال کا ایک ذریعہ ہے انبیاء کرام علیہم السلام بھی تجارت کے ساتھ وابستہ رہے ہیں اور قران و سنت میں بھی تجارت کی مشروعیت پر دلائل موجود ہیں۔ بیع و شرا عربی کی ضد ہے باع کا مطلب ہاتھ سے لیا گیا ہے کیونکہ اس میں اکثر متعاقدین سودا طے کر لینے کے بعد اپس میں ہاتھ ملاتے ہیں یا خرید و فروخت کرتے وقت ایک دوسرے کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں تجارت میں متعقدین کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ اخلاق کی ضابطوں کا لحاظ رکھے اور ایک مسلمان تاجر کے لیے ضروری ہے کہ وہ سچ بولے، امانت داری سے کام لے، جھوٹ بول کر سودا نہ بیچے، مال میں خیانت نہ کرے ،دوسرے مسلمان بھائی کو دھوکہ نہ دے ،وعدہ خلافی نہ کرے، جائز اور مناسب نفع حاصل کرے، غبن فاحش سے محفوظ رہے، کسی دوسرے کے حق کو غصب نہ کرے، ناپ تول میں کمی نہ کرے، ذخیرہ اندوزی سے بچے تو یقینا ایسا تاجر قیامت کے دن انبیاء کرام کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اس کا حشر بھی انبیاء کے ساتھ ہو گا۔ ان اہم اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے تجارت کی جائے تو ہر لحاظ سے مفید تر ہو گی۔

نتائج وسفارشات

عصر حاضر میں اسلامی تجارت کے زوال کے اسباب میں سے ہے کہ ہمارے لین دین میں سچائی نہیں ہوتی وعدوں کو توڑا جاتا ہے جھوٹی قسمیں کھائی جاتی ہیں اچھا مال دکھا کر گھٹیا مال پیش کیا جاتا ہے بد اخلاقی اور ہمارے رویوں کی شدت نے ہمیں دنیا سے پیچھے کر دیا ہے۔

ایک اچھے تاجر کے لیے لازم ہے کہ اس میں صدق مقال، ایفائے عہد، امانتداری اور دیگر خصائل حمیدہ موجود ہوں کہ کسب حلال عین عبادت ہے۔ پھر ایک تاجر کو قیامت کے دن اعلیٰ مقام دیا جائے گا تو اس کے لیے ضروری ہے کہ اس میں عوامی خدمت کا جذبہ ہو وہ اس جذبے سے سرشار ہو کر حسن سلوک اور صلہ رحمی سے

کاروبار کرے۔ غریب پر ترس کھائے، غبن فاحش سے پرہیز کرے، سود نہ کھائے ،ذخیرہ اندوزی نہ کرے ، بے جا قیمتوں میں اضافہ نہ کرے۔

تجارت کے متعلق اسلامی روایات کو عام کرنا ہر وقت کی بنیادی ضرورت ہے۔لہذا اس سے ملتے جلتے عناوین پر مقالات لکھے جائیں۔

تجارتی قواعد وضوابط پر مستقل کتب شائع کی جائیں۔

اس عنوان پر مختلف آرٹیکلز لکھے جاسکتے ہیں۔

تجارتی احکام پر ایک مستقل کتابچہ لکھا جانا چاہیے جسے ہر تاجر کے لیے اس کا مطالعہ ضروری رکھا جائے۔

سرکاری سطح پر تاجروں کی ٹریننگ ہونی چاہیے۔